5

اجتماعی مسائل کا ولی اللّٰہی حل

محمد مقبول عالم بی اے

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

www.rahimia.org

عرض فاؤنڈیشن

****

خالق کائنات اور ربّ انسانیت کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کو توفیق عنایت کی کہ وہ اہل شعور و دانش کے لیئے قابل قدر اور لائق فکر لٹریچر مُہیّا کرے۔ زیرِ نظر مضمون جناب محمد مقبول عالم مرحوم بی اے کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ ایک عرصہ سے نایاب تھا مضمون میں جدید تقاضوں کے پس منظر میں ولی اللّٰہی فکر کی اہمیت کو مختصر مگر موثر انداز میں اُجاگر کیا گیا ہے۔

اسی اہمیت کے پیشِ نظر شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کمپوٹرائزڈ کتابت پر شائع کرا کر اہل ذوق افراد تک پہنچا رہا ہے۔ اُمید ہے احباب فکر پسند کریں گے۔

چیئرمین

شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

- نام کتابچہ ـــــــ اجتماعی مسائل کا ولی اللّٰہی حل
- مولف ـــــــ محمد مقبول عالم
- ناشر ـــــــ شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن
- طبع دوم نومبر ۱۹۹۲
-

جملہ حقوق بحق فاونڈیشن محفوظ ھیں

www.rahimia.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم اقوام کی تاریخ دنیا کی تاریخ کا ایک نہایت روشن باب ہے۔ مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ ان کے بزرگوں کے کارنامے دنیا کی تمام قوموں کے کارناموں سے زیادہ شاندار ہیں۔

○ وہ مسلمان حکماء اور محققین ہی تھے، جو یورپ کے تاریک دور میں روشنی کے مینار بن کر چمکے۔ جنہوں نے اس "تاریک براعظم" کے بسنے والوں کے "تاریک تر" دماغوں کو روشن کر کے ایک عظیم الشان علمی انقلاب برپا کیا۔

○ وہ مسلمان مجاہدین ہی تھے جن کی تلوار کی دھاک پیکنگ سے ویانا اور قرطبہ تک مانی گئی۔

○ وہ مسلمان بادشاہ ہی تھے، جن کے نام لے کر انگلستان کے روتے بچوں کو ڈرایا جاتا تھا۔

○ وہ مسلمان سلاطین ہی تھے جنہوں نے انگریز بادشاہوں تک سے محبت کا سلوک کیا، اور اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر میدان جنگ میں ان کا علاج معالجہ کیا۔

○ وہ ہمارے ہی علمائے کرام اور صوفیائے عظام تھے جنہوں نے کفرستان میں خدمت خلق کر کے اسلامی محبت اور انسانیت کا ثبوت دیا اور لاکھوں گمراہوں کو راہ راست پر لائے۔

○ وہ ہماری ہی محترم خواتین تھیں جنہوں نے میدان جنگ میں مردوں کو پامردی کا سبق دیا، زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور طب اور جراحی کے بے نظیر کمالات دکھائے۔

○ وہ ہمارے ہی علم دوست "جاہل" تھے، جن کے کتب خانے یورپ کے بڑے بڑے علماء کے کتب خانوں کو شرماتے تھے۔

○ وہ ہمارے ہی "نابینا" علماء تھے جنہوں نے قوموں کو نور بصیرت بخشا۔

○ وہ ہمارے ہی "غلام" علماء تھے، جو علم و فضل کے آفتاب و مہتاب بن کر چمکے اور نام نہاد آزادگان یورپ

www.rahmia.org

کو صحیح انسانیت اور حریت فکر و عمل سکھا گئے۔

○ غرض ہماری چودہ سو سالہ تاریخ ہر شعبہ حیات میں نہایت شاندار کارناموں سے مزین ہے اور ملت اسلامیہ اس پر بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

لیکن گزشتہ چند صدیوں سے اس عظیم الشان ملت پر جمود کی سی حالت طاری ہے جس کا سبب یہ ہے کہ ہمارے نوجوان اور مفکرین اسلامی اقدار اور افکار کی ان تشریحات کو جو ہمارے بلند پایہ اہل فکر نے کی تھیں مطالعہ کر کے انہیں دور حاضر کے بدلے ہوئے حالات کے ساتھ مطابقت نہیں دے سکے اور وہ انتشار فکر میں مبتلا ہو گئے ہیں اور یورپ کی علمی تحقیقات اور معاشی تنظیمات سے مرعوب ہو کر اسلامی اقدار و افکار اور اپنی تاریخ کی شاندار روایات سے کچھ شرما سے گئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی اقدار و افکار کی ایسی تشریحات ان کے سامنے پیش کریں جو ایک طرف تاریخ اسلام کے پہلے قابل فخر نمونے کے دور ۔۔۔ خیر القرون ۔۔۔ کی تحقیقات و عملیات کے عین مطابق ہوں اور دوسری طرف یا تو ان میں یورپ کی صحیح تحقیقات کا رنگ انہیں نظر آ جائے۔ یا اس کی غلطیاں ان پر واضح ہو جائیں یا انہیں یقین ہو جائے کہ یورپ ابھی تک اکثر باتوں میں ہمارے بزرگوں کی پیش کردہ تحقیقات سے بہت پیچھے ہے۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہماری تاریخ کے جو اوراق چالاک تاریخ نویسوں نے ہمارے نوجوانوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیئے ہیں' وہ پھر سے ان کے سامنے لائیں جو واقعات انہوں نے مدھم کر دیئے ہیں انہیں پھر سے اجاگر کریں اور جو حالات مسخ کر دیئے ہیں' انہیں از سر نو صحیح رنگوں میں پیش کریں' تاکہ پاکستان کے نوجوان احساس کمتری سے نجات پائیں' ان کی خودی قائم ہو اور وہ "میر حجاز" (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قیادت میں فخر و مباہات کے ساتھ پھر سے ملت اسلامیہ کے قافلے کی سالاری کر سکیں۔

آج اجتماعیات کا دور ہے قومی اور بین الاقوامی جھگڑوں کا زمانہ ہے۔ معاشیات و اقتصادیات کی کشمکش ہے انسان کو اقتصادی مصائب میں مبتلا کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے حقیقی مشن 'اقترابیات (خدا پرستی) سے بہت بیگانہ ہو گیا ہے' یہ دور اٹھارہویں صدی عیسوی سے شروع ہوا۔ اس دور کی خصوصیات یہ ہیں۔

(ا) اس دور میں مشین ایجاد ہوئی اور ہاتھ کے بجائے مشینوں سے کام ہونے لگا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اہل صنعت و حرفت جو پہلے اپنے اوزاروں کے مالک ہوتے تھے' اور اپنی محنت کا معاوضہ خود ہی لیتے تھے کوئی اس میں شریک نہیں ہوتا تھا' اب کارخانوں میں ملازم ہو کر بے آلہ مزدور بن گئے' اور اپنی محنت کے پورے

معاوضے کے مالک نہ رہے، بلکہ ان کی کمائی کے بیشتر حصے پر کارخانہ دار نے قبضہ کرلیا اور اسے صرف اتنی مزدوری دی جانے لگی، جس سے وہ صرف جسم و روح کا رشتہ قائم رکھ سکے مزدور کے لئے یہ مشکل پیدا ہو گئی ہے، کہ اگر وہ اس معمولی مزدوری کو قبول نہیں کرتا تو بھوکوں مرتا ہے اور قبول کرتا ہے تو ضروریات زندگی پوری نہیں کرسکتا۔ اس طرح معاشیات عالم میں ایک طوفان بپا ہو گیا اور دولت کی تقسیم غیر متوازن ہو گئی۔ زمینداروں اور کارخانہ داروں کا طبقہ سرمایہ دار بن گیا اور باقی تمام محنت کش نادار مزدور ہو کر رہ گئے۔ اس طرح دو طبقے پیدا ہو گئے، پھر ان میں کشمکش جاری ہوئی اور دونوں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو گئے۔ مزدوروں نے اپنی انجمنیں بنائیں مطالبات کا سلسلہ شروع کیا، اور ہڑتالیں کیں، ادھر کارخانہ داروں نے بے جا سختی اور "چھانٹی" سے انہیں سزا دی۔ اس کش مکش کے نتیجے کے طور پر اشتراکیت کے نظام نے جنم لیا لیکن وہ بھی سرمایہ داری کے مفاسد کا پورا پورا علاج نہ کر سکی، بلکہ خود ایک مفسدہ بن گئی اس نے ایک بہت بڑی غلطی یہ کی کہ فطرت انسانی کے زبردست تقاضے ـــــ اقترابیت یعنی خدا پرستی ـــــ کا انکار کر دیا۔ یہ فلسفہ انسانیت کی کوئی خدمت نہ کر سکا بلکہ اسے اعلیٰ و ارفع مقام سے گرا کر حیوانیت کے درجے پر لے آیا یہ سب کچھ ہوا لیکن ہمارا نوجوان بھی مشین سے پیدا ہونے والے اقتصادی نظام کو اسلام کے تابع نہ لا سکا۔

(۲) شاہی نظام جو کئی صدیوں سے چل رہا تھا ٹوٹنے لگا اور اس کی جگہ قومی حکومتوں کا آغاز ہوا۔ سیاسی بیداری کی لہر پیدا ہوئی شاہی خاندانوں کا طلسم ٹوٹنے لگا۔ عوام کے نمائندے حکومت کے کاروبار چلانے لگے اس طرح سیاسیات عالم میں ایک نیا باب کھل گیا۔ پچھلے شاہی دور کے نظریات بدل گئے نئے نظریات پیدا ہوئے اور ان پر نئے سیاسی نظام استوار ہوئے لیکن ہمارا نوجوان قومیت اور جمہوریت کے مسائل کو قرآن حکیم کی سیاست کے تحت نہ لا سکا۔

(۳) سائنس کی ترقی سے علم و نظر کو وسعت حاصل ہوئی۔ ہر چیز عقل کی کسوٹی پر پرکھی جانے لگی۔ پرانے توہمات کا تار پود بکھر کر رہ گیا خاص طور پر مذہبی دنیا میں تو انقلاب آگیا بے شک بعض مذہبی عقیدے اور رسومات محض توہمات ثابت ہوئے اور انہیں ترک کرنا پڑا مگر اس بارے میں اس حد تک غلو ہوا کہ مذہب کی مخالفت شروع ہو گئی اور اسے انسانی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ خیال کیا جانے لگا مذہب کے زوال سے اخلاقی نظریات بدل گئے اور محض دنیوی منفعت ہی ہر عمل کے لئے معیار قرار پائی۔

مگر ہمارا نوجوان اسلامی مذہبی افکار کی ایسی تشریح نہ کر سکا جو ترقی یافتہ دنیا کے سامنے پیش کر کے اس سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

منوائی جا سکتی یا نئی تحقیقات کی روشنی سے حاصل کردہ نظریات کو غلط ثابت کر کے مذہبی افکار کی صداقت ثابت کی جا سکتی "

اس میں شک نہیں کہ ہمارے پچھلے دور کے حکماء اور علماء نے مذہب کی حمایت میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن وہ اس دور کی پیداوار تھے جب وہ نئے مسائل پیدا نہ ہوئے تھے جو اس دور نے پیدا کر دیئے ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ یہ مشینی اجتماعی دور (TechnologicalSociaListicAge) ہے اس لئے اس دور میں اسلام کے حقائق کو پیش کرنے کے لئے ہمیں ایسے فلسفے کی ضرورت ہے جو آج کے مسائل کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے متفقہ دور کی روشنی میں حل کر سکے اور اسلام کے صادقانہ و عادلانہ نظام کے قیام کی بنیاد بن سکے۔

اٹھارہویں صدی کی ابتداء میں سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے ۱۷۰۳ء میں دلی میں ایک ایسا حکیم پیدا ہوا جس نے اسلامی تعلیمات کو اس نئے دور سے ہم آہنگ کیا اور دنیا کو ایک ایسا فلسفہ دیا جس کی اس زمانے کو ضرورت ہے اور جو خیر القرون کے اصولوں پر مبنی ہے وہ امام ولی اللہ دہلوی ہیں (رحمتہ اللہ علیہ) انہوں نے یورپ اور ہند کے بعض فلسفیوں کی طرح مشین کی ترقی کا انکار نہیں کیا بلکہ اسے انسان کی فطری ترقی کا جز قرار دیا' لیکن اس کے ذریعے سے پیدا ہونے والی سرمایہ داری اور ارتکاز دولت (Wealth Concentration of) کا سدباب کرنے کے اصول قرآن و سنت سے نکالے۔ چنانچہ انہوں نے سرمایہ داری کے استیصال کے لئے ایسے فیصلے دیئے ہیں۔ جو اشتراکیت کی خامیوں سے پاک ہیں۔ مثلاً سب سے بڑا ذریعہ پیداوار زمین ہے اسے شخصی ملکیت سے نکال کر سٹیٹ کی تحویل میں دیا' اور اسے بھی زمین کا مالک نہیں تحویل دار (Custodian) قرار دیا اور کاشتکار کو صرف حق انتفاع دیا اس طرح اشتراکیت کے برعکس اسلامی سٹیٹ پورا اخلاقی حق رکھتی ہے کہ وہ جو زرعی منصوبہ چاہے نافذ کرے چنانچہ ملکیت زمین کے متعلق ان کا فیصلہ حسب ذیل ہے۔

"اس میں شک نہیں کہ مال سب کا سب اللہ تعالیٰ کا ہے دراصل اس میں کسی کا حق نہیں ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے زمین اور اس کی پیداوار سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی تو لوگوں نے حرص اور لالچ کا اظہار شروع کر دیا' (یعنی زیادہ سے زیادہ زمین پر قبضہ کرنے لگے) اس پر قاعدہ یہ بنا کہ جو شخص کسی زمین پر قبضہ کرے' بشرطیکہ اس سے کسی کو نقصان اور ضرر نہ پہنچتا ہو' اسے فائدہ اٹھانے سے نہ روکا جائے۔ لہٰذا غیر

کاشت شدہ زمین کو جو شہر اور اس کے مضافات میں نہ ہو' جو شخص پہلے کاشت کرنا شروع کردے بشرطیکہ اس سے کسی کو نقصان یا ضرر نہ پہنچتا ہو' اس کے متعلق حکم یہی ہے کہ اسے اس سے نہ روکا جائے۔ ساری زمین حقیقت میں مسجد یا سرائے کی حیثیت رکھتی ہے یہ دونوں آنے جانے والوں پر وقف ہوتی ہے اور سب لوگ ان میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ مگر جو پہلے آکر قبضہ کرلے وہ جگہ اس وقت اس کی ہو جاتی ہے (لیکن ظاہر ہے کوئی شخص اتنی ہی جگہ پر قبضہ کرنے کا حق رکھتا ہے جتنی جگہ وہ استعمال کرے) ایسے ہی زمین پر کسی آدمی کے قبضے کے صرف یہ معنی ہیں کہ وہ دوسرے شخص کی بہ نسبت اس قطعہ زمین سے انتفاع (فائدہ اٹھانے) کا فائق حق رکھتا ہے" (۱)۔

معاش پیدا کرنے کے سلسلہ میں معاونت کی کئی صورتیں ہیں ان میں سے ایک مزارعت ہے جس میں ایک شخص کی زمین ہوتی ہے اور دوسرے کی محنت اور کھیتی باڑی کے آلات لیکن اس میں جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت امام تعاون کی صرف ان صورتوں کو جائز قرار دیتے ہیں جن میں جھگڑے پیدا نہ ہوں چنانچہ فرماتے ہیں۔

"معاشی وسائل کو وسیلہ کار بنانے کے لئے بنیادی اصول یہ ہے کہ جائز اموال کو قبضہ میں لایا جائے اور انہیں اس طرح ترقی دی جائے جس طرح ترقی دینا جائز ہے۔ مثلاً مویشیوں کی افزائش نسل' آبپاشی اور اصلاح زمین کے ذریعے سے زراعت کرنا وغیرہ۔ لیکن اس باہمی تعاون سے معاشی وسائل حاصل کرنے کی شرط لازم یہ ہے کہ یہ قبضہ اور یہ حصول ترقی معاشرہ انسانی میں ایک دوسرے کی معاشی زندگی کی تنگی کا باعث نہ بن جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمدن میں فساد پیدا ہو جائے" (۲)

اس طرح انہوں نے جاگیرداری اور زمینداری کو ختم کر دیا۔

جہاں تک مزدور اور کارخانہ دار کے جھگڑے کا تعلق ہے حضرت امام کا فیصلہ صاف ہے وہ فرماتے ہیں۔

"اگر مال بڑھانے میں تعاون کو دخل نہ ہو یا ایسی رضامندی ہو' جس میں جبر پایا جائے اس قسم کے معاملات ناپسندیدہ اور غیر صالحہ ہیں یہ اجتماعی زندگی کے اصول کے لحاظ سے باطل اور گناہ ہیں" (۳)

گویا مزدور کارخانہ دار کے ساتھ ایک معاون کی حیثیت رکھتا ہے اسے اجرت کے علاوہ کارخانے کے منافع میں سے بھی اس کا پورا حصہ ملنا چاہئے نہ یہ کہ اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر معمولی اجرت دے کر ٹال دیا جائے وہ ارتکاز دولت (Concentration of Wealth) سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی وجہ

سے رفاہیت بالغہ (بلند ترین معیار زندگی) یعنی عیاشی (Luxury) کو انسانی فطرت کے خلاف قرار دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جن کے پاس وافر دولت ہو وہ انہیں دیدیں جن کے پاس کم ہے اور وہ رفاہیت ناقصہ (ناقص معیار زندگی) میں زندگی بسر کرتے ہیں تاکہ سب رفاہیت متوسط (درمیانہ معیار زندگی) اختیار کریں یہ وہ معیار زندگی ہے جو ان کے نزدیک تمام انبیاء کرام کی دعوت کا موضوع رہا ہے۔

ان کے نزدیک دولت کی ناہموار تقسیم سے سوسائٹی بگڑتی ہے اور اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ اس لئے اخلاق کی حفاظت کے لئے بھی سوسائٹی کے معاشی نظام میں انقلاب کی ضرورت ہے۔ بقول امام صاحب یہی وجہ تھی کہ روم اور ایران کی سوسائٹیوں کو برباد کرنے کے لئے اسلامی انقلاب عمل میں آیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں۔

"خداوند تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ اس نبی کی حکومت کے ذریعے سے ان قیصرو کسریٰ ـــــ کی حکومت کو برباد کردے۔ اور اس کی لیڈر شپ (Leadership) کے ذریعے سے ان کی لیڈر شپ کو ختم کردے چنانچہ اس کے وجود سے کسریٰ ہلاک ہوگیا پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصریت ختم ہوگئی اور پھر کوئی اس کا جانشین نہ ہو سکے گا" (۴)

امام صاحب نے انسانی سوسائٹی کی بربادی کے بہت سے اسباب بتائے ہیں جن کا لحاظ رکھا جائے تو عادلانہ نظام پیدا ہو سکتا ہے آخر میں فرماتے ہیں۔

"شہری زندگی کی بہبود اس میں ہے کہ ٹیکس ہلکے ہوں اور ملازمین (مثلاً پولیس، فوج، سول محکموں کے کارکن) بقدر ضرورت ہوں ہمارے زمانے کے لوگ اس باریک بات کو اچھی طرح سمجھ لیں" (۵)

سیاسیات میں حضرت شاہ صاحب کا فیصلہ یہ ہے کہ "امام" سے مراد ایک فرد انسانی نہیں بلکہ وہ ادارہ مراد ہے جس میں قوم کے عقلا اور بزرگ جمع ہوں (۶) ـــــ ان کے نزدیک ملک کا مرکزی نظام عوام کی خدمت اور فائدے کے لئے ہے نہ کہ عوام اس نظام کے لئے (۷)۔ اس طرح آپ بادشاہت کی جگہ اجتماع عقلا و بزرگان ملت یعنی پارلیمنٹ کے ذریعہ حکومت کی تشکیل کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ جب کوئی قوم بین الاقوامی مقام سے گر جائے (جیسے مسلمان اس وقت برعظیم ہندوپاکستان میں گر رہے تھے) تو اسے قومیت کی منزل پر ٹھہر کر سانس لینا چاہئے مگر اس میں بین الاقوامی عدل کے تصورات محفوظ کر رکھنے چاہئیں۔

سائنس کی ترقی سے عقلیت پسندی کادور شروع ہوا تو آپ نے اسلام کی عقلی تشریح کے لئے علم اسرار دین پیدا کیا اور اسلام کے احکام و قوانین کی حکمتیں اور ان کے بنیادی اصول واضح کئے جس کا فائدہ یہ ہوا کہ جب دوسرے مذہبی نظام دور جدید کی عقلیت سے شکست کھا کر اپنے اندر ترمیمیں اور تبدیلیاں کرنے پر مجبور ہوئے۔ اسلام کے حقائق کی پائداری زیادہ واضح ہونے لگی لیکن ان کی تشریح کے لئے امام ولی اللہ دہلوی کی تعلیمات ہی کام دے سکتی ہیں انہوں نے مادے اور غیر مادے کو ایک ہی قوت کے مظاہر ثابت کیا اور عالم روحانیت کو مادی دنیا ہی کی ترقی یافتہ شکل قرار دیا اس طرح انہوں نے مادے کے قوت میں اور قوت کے مادے میں تبدیل ہو جانے کا دعوی کیا ان کی تصریحات کی روشنی میں قرآن حکیم کے ارشادات کو موجودہ جوہری دور (Atomic Age) میں زیادہ وضاحت کے ساتھ سمجھا جا سکے گا اگر ہمارا نوجوان امام صاحب کی ان تصریحات کا بغور مطالعہ کرے تو وہ یورپ کی جدید طبعیاتی تحقیقات سے مرعوب نہیں ہو سکتا اب مستقبل اس قوم کے ہاتھ میں ہے جو قوت کو مادے میں تبدیل کر سکے گی۔ کیا ہمارا نوجوان سائنسدان اس کے لئے تیار ہے؟

یورپ نے مذہب کو سیاست سے الگ کیا' تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی سیاست خصوصاً بین الاقوامی سیاست کسی ضابطہ اخلاق کی پابند نہ رہی جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کی غداری اور عہد شکنی کی ہم معنی بن کر رہ گئی اس کا انجام یہ ہے کہ وہاں کسی معاہدہ صلح پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اس کے ساتھ ہی یورپ کی صنعتی ترقی سے سرمایہ پرستی نے جنم لیا ـــــ چنانچہ یہ عدم اعتماد اور سرمایہ داری دونوں مل کر خوفناک جنگیں پیدا کرنے کا موجب بنے۔ اگر یورپ کو اپنی علمی ترقی محفوظ رکھنی ہے تو اسے سرمایہ پرستی ترک کر کے ایسے بین الاقوامی نظام کی طرف آنا ہوگا جس کی بنیاد عدل (Justice) اور صدق (Truth) پر ہو یہ وہ اصول ہیں جو ارتفاق چہارم یعنی انسان کی ترقی کی بین الاقوامی منزل کے لئے حضرت امام الحکمت امام ولی اللہ نے پیش کئے

غرض ہمیں امام ولی اللہ دہلوی کے سوا تاریخ اسلام میں کوئی فلسفی نظر نہیں آتا' جو اقتصادیات و معاشیات اور اجتماعیات و اقترابیات (خدا پرستی) میں ایک مستند امام کی حیثیت سے کلام کرتا ہو۔ ہماری تحقیق ساری تاریخ اسلام میں صرف امام ولی اللہ دہلوی ہی ہیں جنہوں نے کارل مارکس سے کوئی سو سال پہلے ان مسائل پر روشنی ڈالی ہے جو ہمیں آج درپیش ہیں چنانچہ =

- امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفہ اسلام کی پوری پوری ترجمانی کرتا ہے۔'
- امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفہ انسانیت کی وحدت کامل کا داعی ہے۔'

www.rahimia.org

○ امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفہ کائنات 'انسانیت 'بین الاقوامیت 'قومیت اور فرد کے درمیان نہایت مضبوط اور طبعی ربط دکھاتا ہے جس پر ساری اقوام جمع ہو سکتی ہیں ۔

○ امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفہ تاریخ انسانیت میں ایسا اطمینان بخش ربط دکھاتا ہے کہ ساری تاریخ انسانیت ایک فرد کی تاریخ معلوم ہوتی ہے ۔

○ امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفہ انسانیت کے طبعی تقاضوں کو خوب سمجھتا ہے اور انہیں کامل طور پر پورا کرتا ہے ۔

○ امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفہ اسلام کے مختلف مسالک فکر میں ربط دکھاتا ہے

○ امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفہ ہمارے موجودہ اقتصادی اور معاشی مسائل کے صحیح حل کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور سرمایہ داری کے قطعی استیصال کے ساتھ دین کا پورا پورا ربط قائم رکھتا ہے ۔

مختصر یہ کہ آج پاکستان کے مسلم نوجوان اشتراکیت اور سرمایہ داری کے جن بلند بانگ دعووں سے مرعوب ہو کر مشرق یا مغرب کی طرف جھکتا ہے ان سے یہ فلسفہ صاف بچالیتا ہے۔ اور ایسے نظام فکر اور نظام ہائے معاشیات و سیاسیات کی طرف رہنمائی کرتا ہے جن سے ہمارے موجودہ مسائل حل ہو جاتے ہیں 'اور اس طرح مسلم نوجوان کو اپنی انفرادی ' قومی ' اور ملی خودی قائم کرنے میں پوری پوری مدد دیتا ہے ۔

ہمیں کامل یقین ہے کہ اس ایک فلسفی کو رہنما مان کر مسلم نوجوان آگے بڑھیں تو نہ صرف پاکستان کی خوشحالی اور مضبوطی یقینی ہو جاتی ہے بلکہ وہ عالم اسلام کی قیادت کے قابل ہو جاتے ہیں۔ جس کے بعد یورپ کی اجتماعیت کو توڑنا مشکل نہیں رہتا۔ اور یہ یقین رکھنا چاہئے کہ

"یورپ کی اجتماعیت توڑے بغیر غلبہ اسلام کی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی"

حوالہ جات

(۱) شاہ ولی اللہ دہلوی حجتہ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۰۳ (۲) ایضاً (۳) ایضاً

(۴) شاہ ولی اللہ دہلوی ' حجتہ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰۲

(۵) شاہ ولی اللہ دہلوی ' حجتہ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۴۵

(۶) شاہ ولی اللہ دہلوی ' البدور البازغہ ص ۷۱

(۷) شاہ ولی اللہ دہلوی ' حجتہ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۴۶

www.rahmia.org

ہماری مطبوعات

جدوجہد اور نوجوان	شیخ الہند مولانا محمود حسن
استعماری نظام اور ملی تقاضے	شیخ الہند مولانا محمود حسن
فکر ولی اللہی کا تاریخی تسلسل	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی حزب انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی اقدام انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی قانون انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی
قرآنی اصول معاشیات	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
اسلام کے اقتصادی نظام کا تقابلی جائزہ	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
فرد اور اجتماعیت	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
ولی اللہی تحریک (نصب العین، پروگرام، مراکز، جماعت اور مشکلات راہ)	مولانا سید محمد میاں
امام شاہ عبد العزیز (افکار و خدمات)	مولانا سید محمد میاں
شعوری تقاضے	مولانا شوکت اللہ انصاری
اجتماعی مسائل کا ولی اللہی حل	محمد مقبول عالم بی اے
دین کے معاشی نظام میں محنت کی قدر و اہمیت	مفتی عبد الخالق آزاد
نظام کیا ہے؟	مفتی عبد الخالق آزاد
تبدیلی نظام کا ولی اللہی نظریہ	مفتی عبد الخالق آزاد
تبدیلی نظام کیوں اور کیسے؟	مفتی عبد الخالق آزاد
حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کا تصور دین	مفتی سعید الرحمن
ولی اللہی فکر ایک تعارف	چوہدری عبد الرؤف

www.rahimia.org